عظمتِ صحابہؓ: جناب ملک عبدالرشید عراقی

خلفائے راشدینؓ کی ترتیبِ خلافت

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عہدِ نبوت ہی سے اشاعتِ اسلام میں کوشاں رہے۔ یمن میں اشاعتِ اسلام انہی کے ذریعہ ہوئی۔ مسندِ خلافت پر قدم رکھنے کے بعد آخر وقت تک گو خانہ جنگیوں نے فرصت نہ دی، تاہم اس فرض سے کبھی غافل نہ رہے۔ خارجیوں کی سرکوبی اور ان سبائیوں کو، جو شدتِ غلو میں آپؓ کو خدا کہنے لگے تھے، سزا دینا بھی دراصل دینِ حقہ کی ایک بہت بڑی خدمت تھی۔

حضرت علیؓ کو بچپن ہی سے درسگاہِ نبوت میں تعلیم و تربیت حاصل کرنے کا موقع ملا، جس کا سلسلہ آخر تک قائم رہا —— خود فرماتے ہیں کہ:

"میں روزانہ صبح کو معمولاً رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اور تقرب کا یہ درجہ میرے سوا کسی کو حاصل نہ تھا۔" (مسند احمد ج ۱ ص ۸۰)

سرچشمۂ اسلام قرآنِ مجید سے پوری طرح سیراب تھے اور اس کی ایک ایک آیت کے شانِ نزول اور پس منظر سے واقف تھے۔ ایک موقع پر ارشاد فرمایا:

"میں ہر آیت کے متعلق بتا سکتا ہوں کہ کہاں، کیوں، اور کس کے حق میں نازل ہوئی۔"

(طبقات ابنِ سعد ج ۲ ص ۱۰۱)

قرآنِ مجید سے اجتہاد اور مسائل کے استنباط میں آپؓ کو یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ علمِ ناسخ و منسوخ میں آپؓ کو کمال حاصل تھا۔ علمِ حدیث سے بھی آپؓ کو خاص شغف تھا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں کامل ۳۰ برس تک رہے، اس لیے احکام و فرائض اور ارشاداتِ نبویؐ کے

عالم تھے۔ آپؓ سے مرویات کی تعداد ۵۸۶ ہے، تاہم اپنے پیشرو خلفائے راشدینؓ کی طرح روایاتِ حدیث میں بے حد محتاط تھے۔ آپؓ سے جو احادیث مروی ہیں، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (م ۱۱۷۶ھ) ان کے بارے لکھتے ہیں :

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حلیۂ اقدس، نیز آپؐ کی نماز و مناجات و دعاء و نوافل کے متعلق سب سے زیادہ روایتیں حضرت علیؓ ہی سے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپؓ ہر وقت رفاقتِ نبوی میں رہتے تھے اور عبادات سے آپؓ کو خاص شغف تھا۔" (ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۲۷۵)

فقہ و اجتہاد میں کامل دستگاہ حاصل تھی، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی آپؓ کے فقہی فضل و کمال کے معترف تھے۔ مشکل سے مشکل مسائل آپؓ فوراً حل کر دیتے تھے۔ مسند احمد بن حنبل میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے ایک مجنون زانیہ عورت پر حد جاری کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت علی رضؓ نے فرمایا کہ :

"مجنون حدودِ شرعی سے مستثنیٰ ہے، اس لیے اس پر حد جاری نہیں ہو سکتی!"

یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضؓ نے اپنا ارادہ بدل دیا۔ (ج ۱ ص ۱۴۰)

فقہی مسائل میں حضرت علی رضؓ کی وسعتِ نظر کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپؓ جو بات نہیں جانتے تھے، اسے آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت فرما لیتے۔ حتیٰ کہ بعض ایسے مسائل، جو شرم و حیاء اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آپؓ کے رشتہ کی نزاکت کے باعث خود دریافت نہیں کر سکتے تھے، انھیں دوسروں کے ذریعہ دریافت فرما لیتے ـــــ مثلاً مذی کا ناقضِ وضوء ہونا اسی طرح بالواسطہ معلوم کیا تھا۔

(صحیح بخاری، کتاب الوضوء)

مقدمات کے فیصلوں کے لیے معروف تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ فرمایا کرتے تھے :

"ہم میں مقدمات کے فیصلوں کے لیے سب سے زیادہ موزوں علیؓ ہیں، اور سب سے بڑے قاری ابیّ بن کعبؓ ہیں۔" (طبقات ابنِ سعد ج ۲ ص ۱۰۲)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھی فرمایا کرتے تھے کہ "سب سے زیادہ فیصلے کرنے والے علیؓ بن ابی طالب ہیں۔" (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۳۵)

حضرت علیؓ اسرار و حکم میں بھی ممتاز تھے، صحیح بخاری کی تعلیقات میں ہے کہ ایک دفعہ

آپؐ نے فرمایا:

"حدثوا الناس بما یعرفون، اتحبون ان یکذب اللہ ورسولہ"

(کتاب العلم)

"لوگوں سے وہی کہو، جو وہ سمجھ سکتے ہوں ـــــ کیا تم پسند کرو گے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی تکذیب کی جائے؟"

مقصود یہ ہے کہ اگر ان سے ایسی باتیں کی جائیں گی، جو ان کے فہم سے بالاتر ہوں گی تو اپنی کوتاہئ عقل سے وہ ان باتوں کو غلط سمجھیں گے۔ اور یوں نادانستہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی تکذیب کے مجرم بنیں گے۔ اس لیے لوگوں سے ان کی عقل کے مطابق گفتگو کرنی چاہیے، کہ مصالح الٰہی ہر شخص کی سمجھ میں نہیں آ سکتے۔

احکام اور روایات کے الفاظ اگر متعدد معنوں کے متحمل ہوں تو آپؐ کا فیصلہ یہ ہے کہ ان میں سے وہی معنی صحیح ہوں گے جو رسالت و نبوت کی شان کے شایاں ہو۔ مسند احمد بن حنبل میں ہے، آپؐ نے فرمایا:

"جب تم سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان کی جائے تو اس کے معنی وہی سمجھو جو زیادہ قرینِ ہدایت، زیادہ متقیانہ اور زیادہ بہتر ہوں" (ج ۱ ص ۱۳۰)

موزوں پر مسح کرنا سنت ہے، لیکن یہ مسح نیچے تلووں پر نہیں، بلکہ اوپر پاؤں پر کیا جاتا ہے۔ سنن ابی داؤد میں ہے، حضرت علی رضؓ نے فرمایا:

"دینی مسائل کا انحصار محض رائے پر ہوتا تو تلوے پاؤں کے اوپری حصے سے مسح کے زیادہ مستحق ہوتے، لیکن آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے موزوں کی پشت پر مسح فرمایا"

یہی روایت مسند احمد بن حنبل (ج ۱ ص ۱۱۴) میں اس طرح ہے کہ آپؐ نے فرمایا، "اگر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مسح کرتے ہوئے نہ دیکھتا تو سمجھتا کہ نیچے مسح کرنا اوپر مسح کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔ یعنی ظاہری قیاس کا مقتضیٰ یہی تھا، مگر حکم الٰہی محض ظاہری قیاس پر مبنی نہیں!" (خلفائے راشدینؓ ص ۲۴۷ تا ۲۴۹ طبع اعظم گڑھ)

حضرت علیؓ نے ایام طفولیت ہی سے سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن

عاطفت میں تربیت پائی تھی، اس لیے قدرتاً محاسن اخلاق اور حسنِ تربیت کا نمونہ تھے۔ امانت و دیانت میں ممتاز تھے۔ (اسد الغابہ ج ۴ ص ۱۹)

آپؓ کی ذاتِ گرامی زہد فی الدنیا کا نمونہ تھی، انتہائی عبادت گزار تھے۔ محی السنّہ مولانا سید نواب صدیق حسن خانؒ (م ۱۳۱۷ھ) قرآنِ مجید کی اس آیت :—

"مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا — الاٰية!" (الفتح : ۲۹)

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور وہ لوگ جو آپؐ کے ساتھ ہیں، کافروں پر سخت ہیں، آپس میں بڑے رحم دل ہیں۔ تم انھیں دیکھتے ہو کہ رکوع وسجود میں اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رضامندی تلاش کرتے ہیں۔"

—— کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

"وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ" سے ابوبکر صدیقؓ، "اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ" سے عمر فاروقؓ، "رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ" سے عثمانؓ بن عفان، "رُكَّعًا سُجَّدًا" سے حضرت علیؓ اور "يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا" سے باقی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مراد ہیں۔" (تفسیر فتح البیان ج ۴)

انفاق فی سبیل اللہ میں بہت آگے تھے۔ دنیاوی دولت سے گو تہی دامن رہے، تاہم کبھی سائل کو محروم واپس نہیں کیا۔ (بخاری، کتاب المناقب، باب مناقب علیؓ)

سادگی اور تواضع آپؓ کی زندگی کا امتیازی پہلو ہے۔ اپنے ہاتھ سے محنت و مزدوری کرنے میں کبھی عار محسوس نہ کی۔

شجاعت وبسالت میں ممتاز تھے۔ آپؓ نے تمام غزوات میں شرکت فرمائی اور ہر غزوہ میں اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے۔ حدیث میں ہے، "بہادر وہ نہیں جو دشمن کو پچھاڑ دے، بلکہ بہادر وہ ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھے!" —— حضرت علیؓ اس وصف میں بہت آگے تھے۔ کتبِ سیر وتاریخ میں کئی ایسے واقعات ملتے ہیں کہ آپؓ نے دشمن پر قابو پانے کے باوجود اسے معاف کر دیا۔

صاحب الرّائے بھی تھے، اور آپؓ کی اصابتِ رائے پر عہدِ نبوت ہی سے اعتماد کیا

جاتا تھا۔ حضرت صدیقِ اکبرؓ اور عمر فاروقؓ کے مشیرِ خاص تھے۔ حضرت عثمانؓ بھی آپؓ سے اہم معاملات میں مشورہ لیتے۔

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (م ۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں:

"بڑے بڑے لوگوں کی سرشت میں جو عظیم الشان اخلاق داخل ہوتے ہیں، مثلاً شجاعت، قوت، حمیت اور وفاء وہ سب آپؓ میں موجود تھے اور فیضِ ربانی نے ان سب کو اپنی مرضی میں صرف کیا۔ اور ان کے ایک ایک خلق کے ساتھ فیضِ ربانی کی آمیزش سے ایک مقام پیدا ہوا۔" (ازالۃ الخفاء ج ۴ ص ۲۶۹)

حضرت علیؓ کے کارنامے:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا پورا زمانہ خانہ جنگی اور شورش کی نذر ہوا اور آپؓ سکون و اطمینان سے امورِ خلافت نہ چلا سکے۔ فتوحات کا سلسلہ تقریباً بند رہا اور ملکی انتظامات کی طرف بھی خاص توجہ نہ دے سکے۔ تاہم ان سے غافل بھی نہ رہے اور ان میں کسی قسم کی تبدیلی پسند نہ فرماتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں نجران کے یہودیوں کو حجاز سے جلاوطن کر دیا تھا۔ انھوں نے حضرت علیؓ سے درخواست کی کہ ہمیں اپنے قدیم وطن میں آباد ہونے کی اجازت دی جائے۔ آپؓ نے ان کی درخواست مسترد کر دی اور فرمایا:

"عمر فاروقؓ سے زیادہ صحیح الرائے اور کون ہو سکتا ہے؟" (کتاب الخراج ص ۹)

ملکی نظم و نسق میں سب سے اہم کام عمال کی نگرانی ہے۔ حضرت علیؓ نے اس کا خاص اہتمام مدِنظر رکھا، چنانچہ عمّال کے اسراف اور مالیات میں ان کی بے عنوانیوں کی سختی سے باز پرس فرماتے

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں:

"اب ضرورت تھی کہ خلیفۂ راشد سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو لایا جائے، جن کا اصل وصف اور امتیاز یہ تھا کہ سیاسی اصولوں اور سیاسی منافع اور مفادات پر خالص دینی اصولوں کو ترجیح دی جائے۔ اور اس کی ذرا پرواہ نہ کی جائے کہ خلافت ہاتھ میں رہے گی یا نکل جائے گی — یہاں تک کہ ان کی نظر اس پر تھی کہ اپنے عمالِ سلطنت کا محاسبہ کرتے تھے۔" (خلفائے اربعہؓ ص ۲۸)

آپؓ کے عہدِ خلافت کا مشہور واقعہ ہے کہ آپؓ کی زرہ چوری ہوگئی اور ایک یہودی سے برآمد ہوئی۔ حضرت علیؓ نے اس کے خلاف قاضی کی عدالت میں مقدمہ دائر کردیا۔ قاضی نے آپؓ کو عدالت میں طلب کیا اور ساتھ ہی گواہی طلب کی۔ حضرت علیؓ عدالت میں تشریف لے گئے تو قاضی صاحب نہ تو آپؓ کے لیے کھڑے ہوئے اور نہ ہی آپؓ کو اس جگہ بٹھایا جہاں امیرالمؤمنین کو بٹھانا چاہیے تھا۔ جب آپؓ نے گواہ پیش کیے تو قاضی صاحب نے ان کی گواہی قبول کرنے سے انکار کردیا اور فرمایا، یہ گواہی اس لیے قبول نہیں کی جاسکتی کہ گواہوں میں سے ایک تو آپؓ کے صاحبزادہ (حضرت حسنؓ) ہیں اور دوسرے آپؓ کے غلام (قنبر)۔ لہٰذا ان کی گواہی معتبر نہیں۔ حضرت علیؓ نے اس فیصلہ سے سرموانحراف نہیں کیا، لیکن یہودی اس واقعہ سے اس قدر متاثر ہوا کہ اسی وقت یہ کہہ کر مسلمان ہوگیا: "امیرالمؤمنین اس طرح قانون پر چلتے ہیں اور اپنی عاقبت، اپنی شان اور اپنی حیثیت سے بالکل کام نہیں لیتے۔"

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں کہ:

"آپؓ کے عہدِ خلافت کی یہ بھی خصوصیت وافادیت تھی کہ آپؓ نے یہ نمونہ پیش کیا کہ اندرونی فتنوں، ہم مذہبوں کی مخالفتوں اور انتشار کے دور میں کس طرح اصولوں پر قائم رہا جاتا ہے اور سیاست ان پر غالب نہیں ہونے پاتی۔ امام ابوحنیفہ رحؒ نے خوب فرمایا ہے کہ اگر حضرت کا دور نہ ہوتا تو ہمیں خیرالقرون کی کوئی مثال اور نمونہ نہ ملتا کہ فتنوں اور خود مسلمانوں کی مخالفت کی حالت میں کیا کرنا چاہیے۔" (خلفائے اربعہؓ ص ۲۹)

حرفِ آخر:

درحقیقت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ میں جو ایمان بالغیب اور ایمان بالآخرۃ پیدا کیا، اس نے ان کے اذہان وقلوب، سیرت واخلاق اور معیشت وسیاست کو یکسر بدل دیا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تربیت نے خلفائے راشدینؓ ایسی ممتاز ہستیوں کو جنم دیا۔ ان پاکباز ہستیوں نے اپنے اپنے دورِ حکومت میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے، کتب سیر وتاریخ اس سے بھری پڑی ہیں۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی خلافتِ راشدہ کے چالیس سالہ دور پر تبصرہ کرتے

ہوئے فرماتے ہیں :

" اسلام کی زندگی میں پیش آنے والے تمام ادوار اور مراحل کی نمائندگی خلافتِ راشدہ کے اس مختصر دور میں کر دی گئی ہے، اور ہر آنے والے ناگزیر دور کے لیے اس میں راہنمائی کا سامان ہے۔ آغازِ کار، اقبال و ترقی اور فتنہ آشوبی کے دور میں کس استقامت اور ایمان و یقین کا مظاہرہ کرنا چاہیے، اس کی راہنمائی ہم کو ابو بکر صدیقؓ کی حیاتِ طیبہ اور خلافتِ راشدہ سے حاصل ہوتی ہے۔ عروج و شباب اور امن کے زمانہ میں کس استقامت اور ایمان و یقین کا مظاہرہ کرنا چاہیے، اس کی راہنمائی ہم کو فاروقِ اعظمؓ کے دورِ خلافت سے ملتی ہے۔ مخالفتوں، شورشوں، فتنوں اور بے نظمی و انتشار کے وقت کس ثبات و استقامت، کس پامردی و دلیری اور کس ایمان و یقین کی ضرورت ہے، اس کا نمونہ ہم کو حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی زندگی میں ملتا ہے۔ اگر اسلامی تاریخ کے ذخیرہ میں خلافتِ راشدہ کے دو باب (جو دراصل ایک ہی باب کی دو فصلیں ہیں) اور صرف خلافتِ صدیقی اور خلافتِ فاروقی کا نمونہ ہو تو یہ راہنمائی ناتمام ہوتی۔ اور دورِ انتشار اور دورِ فتن کے لیے مسلمانوں کے پاس تقلید و اتباع کے لیے کوئی امام و پیشوا نہ ہوتا۔ جس امت کے لیے قیامت تک باقی رہنے اور تمام انسانی ادوار اور تاریخ کے نشیب و فراز سے گزرنا مقدر تھا، اس کے لیے دونوں طرح کے نمونوں کی ضرورت تھی۔ اور خلافتِ راشدہ نے اپنے پورے اجزاء کے ساتھ ان نمونوں کو فراہم، اور اس راہنمائی کو مکمل کیا۔"

(خلفائے اربعہؓ ص ۴۷)

مراجع و مصادر :

۱ - البدایہ والنہایہ — حافظ ابنِ کثیر (م ۷۷۴ھ)

۲ - ازالۃ الخفاء — شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ)

۳ - اسد الغابہ — محمد بن اثیر الجزری (م ۶۳۰ھ)

۴۔ تاریخ طبری	امام محمد بن جریر طبری (م ۳۱۰ھ)
۵۔ تاریخ یعقوبی	احمد بن یعقوب (م سنہ ھ)
۶۔ تذکرۃ الحفاظ	حافظ شمس الدین ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ)
۷۔ تاریخ الخلفاء	حافظ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ)
۸۔ تفسیر فتح البیان	محی السنۃ مولانا نواب صدیق حسن خاں (م ۱۳۰۷ھ)
۹۔ خلفائے راشدینؓ	مولانا حاجی معین الدین ندوی (م ۱۳۵۹ھ)
۱۰۔ خلفائے اربعہ رضؓ	مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
۱۱۔ صحیح البخاری	امام محمد بن اسمٰعیل البخاری (م ۲۵۶ھ)
۱۲۔ طبقات ابنِ سعد	محمد بن سعد (م ۲۳۰ھ)
۱۳۔ کتاب الخراج	امام ابو یوسف (م ۱۸۲ھ)
۱۴۔ کنز العمال	علامہ علی متقی جون پوری (م ۹۷۵ھ)
۱۵۔ مسند احمد بن حنبل	امام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ)
۱۶۔ مستدرک حاکم	امام ابوعبداللہ حاکم (م ۴۰۵ھ)
۱۷۔ مسند دارمی	امام دارمی (م ۲۵۵ھ)

شعر و ادب

"حرمین"

مولانا حکیم خورشید احمد

آنکھوں کی ٹھنڈک بن گیا جریدہ "حرمین"
دل کو بخشے تازگی نام جریدہ "حرمین"

دین کی دنیا ہے قائم نام اس حرمین سے
ہوگا اُجالا تا قیامت نام اس حرمین سے

حرمین کی برکت سے شرق و غرب سب روشن ہوئے
حرمین کی برکت سے سب کوہ و دمن روشن ہوئے

حرمین کی برکت سے کفر و شرک سب مٹ جائے گا
حرمین گویا نور ہے نورانیت ہی لائے گا

حرمین کی نسبت حرم سے یہ بڑا اعزاز ہے
حرمین شریفین پہ ہر مسلماں کو ناز ہے

"حرمین" کو تو یا الٰہی مینارۂ نور کر
"حرمین" کی تحریر سے شرک و بدعت کو دُور کر

سب جریدوں سے افضل میرا یہ "حرمین" ہے
گر نہ ہو حرمین تو رُوح بھی بے چین ہے

جس طرف دیکھوں الٰہی حرمین ہی حرمین ہو
حرمین کے تقدس کے لیے مسلماں بے چین ہو

حرمین کو جس نے دیکھا وہی گرویدہ بن گیا
خورشید کی آنکھوں کی ٹھنڈک یہ جریدہ بن گیا